

# امام علی علیہ السلام اور خلفائی ثلاثة کا دور

<"xml encoding="UTF-8?>

## امام علی علیہ السلام اور خلفائی ثلاثة کا دور

### خلفائی ثلاثة کا دور

خلفائی ثلاثة کے 25 سالہ دور میں امام علی تقریباً امور سیاسی و حکومتی سے دور رہے اور فقط علمی و سماجی امور کی انجام میں مشغول رہے۔ جیسے جمع آوری قرآن جو مصحف امام کے نام سے مشہور ہے، مختلف امور میں خلفاء کو مشورہ دینا، فقراء کو انفاق کرنا، تقریباً ایک ہزار غلاموں کو خرید کر آزاد کرنا، زراعت و شجر کاری، نہریں کھوڈنا، تعمیر مساجد جیسے مدینہ میں مسجد فتح، جناب حمزہ کی قبر کے پاس مسجد کی تعمیر، میقات میں ایک مسجد کی تعمیر اور اسی طرح سے مقامات و ملک کو وقف کرنا، جن کی سالانہ آمدنی 40 ہزار دنیار تک بتائی گئی ہے۔

اس دور کے بعض امور کی طرف ذیل میں اشارہ کیا جا رہا ہے:

### ابوبکر

ابو بکر کا دور شروع ہوتے ہی خاندان رسولؐ کو نہایت ہولناک حوادث و واقعات کا سامنا کرنا پڑا؛ جن میں یہ تین واقعات خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

خانہ امام علیؐ پر حملہ و ابوبکر کے لئے جبری بیعت[201]

غصب فدک [202]

شهادت حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا

اجباری بیعت

بیعت سے امام علیؐ کا اجتناب اور بعض صحابہ کی خلافت ابوبکر کے خلاف اقدامات، ابوبکر اور حتی عمر کے لئے سنجیدہ خطرے میں تبدیل ہو گئے۔ چنانچہ ابوبکر و عمر نے اس خطرے کے خاتمے اور اپنے منصوبے کے تحت علی بن ابیطالبؐ کو بیعت پر مجبور کرنے کا فیصلہ کیا۔[203] ابوبکر نے کئی مرتبہ امامؐ سے بیعت لینے کیلئے قُنْدُنامی شخص کو امام علیؐ کے گھر کے دروازے پر بھجوایا لیکن امامؐ نے قبول نہ کیا چنانچہ عمر نے ابوبکر سے کہا: خود ہی اٹھو، ہم مل کر علی بن ابیطالب کے پاس جاتے ہیں اور یوں ابو بکر، عمر، عثمان، خالد بن ولید، مغیرہ بن شعبہ، ابو عبیدہ جراح اور قنْدُنامی کے گھر کے دروازے پر بھنچے۔ یہ گروہ جب گھر کے دروازے پر بھنچا تو اس نے بنت رسولؐ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی توبین کی اور دروازے کو دھکا دیا اور سیدہ دروازے اور دیوار کے درمیان دب گئیں اور ان افراد میں سے بعض نے سیدہ کو تازیانے مارے۔[204] اور اس کے بعد امام علیؐ پر حملہ کیا اور آپ کا لباس ان کی گردن میں لپیٹا اور انہیں گھسیٹ کر سقیفہ لے گئے اور ان کے بیعت کا مطالبہ کیا۔ امام نے جواب دیا: میں خلافت کے لئے تم سے زیادہ اس کا اہل ہوں، اس لئے میں تمہاری بیعت نہیں کروں گا۔ بہتر ہوگا کہ تم میری بیعت کرو، اس لئے کہ تم نے انصار کو رسول خدا کا رشتہ دار بتا کر ان سے

خلافت لے لی اور اب ہم سے خلافت کو غصب کرنا چاہتے ہو۔[205]

بیعت کے وقت کے سلسلہ میں مورخین کے درمیان اختلاف نظر پایا جاتا ہے۔ بعض اس بیعت کو حضرت فاطمہ زیرا کی وفات کے بعد اور بعض دیگر 40 روز کے بعد مانتے ہیں اور ایک دوسرے گروہ کے مطابق 6 ماہ بعد ذکر ہوئی ہے۔[206] البتہ شیخ مفید کا ماننا ہے کہ امام نے پرگز ابوبکر کی بیعت نہیں کی۔[207]

خلافت ابوبکر میں آپ کا رویہ

خلافت ابوبکر کے زمانہ میں جس کی مدت 2 سال تھی، امام علی تمام محظورات کے باوجود دستگاہ خلافت کو جہاں تک ان کے لئے قبول کرنا ممکن ہوتا تھا، انہیں مشورہ دیا کرتے تھے۔ علمائے اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق، ابوبکر مہم امور میں امام علی سے مشورہ کیا کرتے تھے۔[208] اور ان کے مشورہ کے مطابق عمل کیا کرتے تھے اور اس لئے کہ وہ امام کے مشوروں سے فائدہ اٹھا سکیں انہیں دیگر مسلمانوں کی طرح مدینہ سے خارج ہونے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔[209] آپ نے کوئی بھی منصب قبول نہ کرنے سے پریز کے باوجود جب بھی انہیں مشورہ کی کوئی ضرورت پیش آتی تھی اور اسلام و مسلمین کی مصلحت کا تقاضا ہوتا تھا تو خلیفہ کے ساتھ تعاون سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ یعقوبی اس بارے میں تحریر کرتے ہیں: خلافت ابوبکر کے زمانے میں جن افراد سے فقه حاصل کی جاتی تھی ان میں سے ایک علی بن ابی طالب تھے۔[210] ان کے دور حکومت میں جنگوں و فتوحات کے سلسلہ میں امام کا موقف غیر جانب دارانہ یا زیادہ سے زیادہ مشاورانہ ہوتا تھا لیکن آپ نے بذات خود ان میں سے کسی میں شرکت نہیں کی۔ بعض تاریخی گزارشات کے مطابق، ابوبکر نے فتح شام کے سلسلہ میں اصحاب سے نظر خواہی کی اور فقط امام علی کے نظریہ کو قبول کیا۔[211]

عمر

حضرت ابوبکر نے اپنی وصیت میں جسے عثمان نے تحریر کیا، لوگوں کو عمر کی پیروی کی دعوی دی اور اعلان کیا: میں عمر بن خطاب اپنے بعد تمہارا حاکم معین کرتا ہوں۔ ان کے بات سننیں اور ان کے اطاعت کریں۔[212] امام علی نے ان کے اس اقدام پر سکوت اختیار کیا۔ لیکن بعد میں آپ نے اس اقدام کو مذموم و ناحق بتایا اور اس کی توصیف ان الفاظ میں کی: تعجب خیز ہے، حیرت انگیز ہے کہ ابوبکر اپنی حیات میں لوگوں سے اپنی بیعت فسخ کرنے کا مطالبہ کرتے تھے (جیسا کہ وہ کہتے تھے مجھے چھوڑ دو میں تم بہترین نہیں ہوں) لیکن خلافت کو دوسرے کے لئے مضبوط کرتے رہے۔ ان دو لوگوں (ابوبکر و عمر) نے شتر خلافت کے پستانوں کو سختی کے ساتھ دوپا۔ جبکہ میری برجستگی ان کے دونوں کے مقابلے میں اس قدر ہے کہ میں اس دریا کی مانند ہوں جس پر سے سیلاب کا پانی آ کر گزر جاتا ہے اور کوئی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا جو میرے علم کی بلندی تک پہنچ سکے... میں نے شجاعت کے ساتھ اس طولانی مدت میں نہایت اندوہ کے ساتھ اس پر صبر کیا۔[213]

خلافت عمر میں آپ کا رویہ

حضرت عمر کی خلافت دس سال تک رہی اور امام علی نے ابوبکر کے دور خلافت کی عمر کے دور میں بھی کسی طرح کا کوئی بھی منصب قبول کرنے سے پریز کیا۔ لیکن ایک مشاور کے عنوان سے عمر کے ساتھ رہے اور ان کے اپنے مشوروں کے ذریعہ سے مدد کی۔[214] جیسا کہ اہل سنت مورخین نے ذکر کیا ہے کہ عمر کوئی بھی کام امام علی کے مشورہ کے بغیر نہیں کرتے تھے۔ اس لئے عمر امام کی خردمندی، دقت نظر اور تدین کے قائل تھے۔[215]

امام نے ان زمانے کی فتوحات کے مقابلہ میں وہی موقف اختیار کیا جو ابوبکر کے دور میں اختیار کیا تھا، لیکن چونکہ اس زمانہ میں فتوحات کا دائرہ بیحد وسیع ہو چکا تھا۔ لہذا امام کا کردار بھی ابوبکر کے دور سے زیادہ ملموس و چشمگیر تھا۔ کسی بھی تاریخی یا حدیثی مأخذ میں ان فتوحات میں امام کی شرکت کا کوئی ذکر نہیں ہوا ہے۔ اس دور کی کسی بھی کتاب میں یہ بات دیکھنے میں نہیں آئی ہے کہ عمر نے امام علی سے کوئی مشورہ طلب کیا ہو اور امام نے اس سے منع کیا ہو۔ بلکہ امام باقئ سے منقول روایت کے مطابق، عمر امور حکومت کو، جن میں مہم ترین مسئلہ فتوحات کا تھا، امام علی کے مشورہ سے انجام دیا کرتے تھے۔[216]

دوسری طرف اصحاب و پیروان علی نے ان فتوحات میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ خطا در حوالہ: Closing </ref>

missing for <ref> tag انصار میں سے چند افراد کے سوا سب نے علی کی بیعت کی۔ مخالفین میں حسان بن ثابت، کعب بن مالک، مسلم بن مخلد، محمد بن مسلمہ اور چند دیگر افراد شامل تھے؛ جنہیں عثمانیہ میں شمار کیا جاتا تھا۔ غیر انصاری مخالفین میں عبداللہ بن عمر، زید بن ثابت، اور اسامہ بن زید کی طرف شارہ کیا جاسکتا ہے جو عثمان کے قریبیوں میں شمار ہوتے تھے۔[217] حضرت علی کی جانب سے لوگوں کی بیعت قبول نہ کرنے کا سبب جیسا کہ نرج البلاگہ کے ایک خطبہ سے معلوم ہوتا ہے، یہ تھا کہ آپ اپنے دور کے معاشرے کو اس قدر فساد زدہ سمجھتے تھے کہ جس کی قیادت کرنا، اس میں اپنے منصوبوں اور ارادوں کو عملی جامہ پہنانا آپ کے لئے ممکن نہ تھا۔[218]

--

حوالہ جات:

- طوسی، تلخیص الشافی، ج 3، ص 76؛ شہرستانی، ج 2، ص 95؛ ابن قتیبہ، ج 2، ص 12۔
- حلبی، ج 3، ص 400؛ ابن ابی الحدید، ج 16، ص 316۔ بلاذری، ص 40 و 41۔ کلینی، ج 1، ص 543۔
- پیشوائی، ج 2، ص 191۔
- ابن قتیبہ، ج 1، ص 29-30؛ مجلسی، ج 43، ص 70؛ مجلسی، مرآۃ العقول، ج 5، ص 320؛ شہرستانی، ج 1، ص 57۔
- ابن قتیبہ، ج 1، ص 28۔
- یعقوبی، تاریخ یعقوبی، ج 1، ص 527۔
- مفید، الفصول المختارہ، ص 56-57۔
- جعفریان، تاریخ سیاسی اسلام، ج 1، ص 306۔
- رسولی محلاتی، زندگانی امیرالمؤمنین علیہ السلام، ص 253۔
- یعقوبی، تاریخ یعقوبی، ج 2، ص 138۔
- ازدی، تاریخ فتوح الشام، ص 4-5؛ یعقوبی، تاریخ یعقوبی، ج 2، ص 133۔
- یعقوبی، تاریخ یعقوبی، ج 2، ص 37۔
- نرج البلاگہ خطبہ شقشقیہ۔
- ابن حجر عسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، 1328ق، ج 2، ص 509؛ ابن عبدالبر، الاستیعاب، 1328ق، ج 3،

ص ٣٩ -

جعفريان، تاريخ سياسى اسلام، ج ١، ص ٣٥٦ -

صدق، الخصال، ج ٢، ص ٤٢٤؛ مفيد، الاختصاص، تصحيح و تعليق على اكبر غفارى، ص ١٧٣ -

طبرى، ج ٤، ص 427-431 -

نهج البلاغه، خطبه ٩٢ -